



خطبہ جمعہ

بعنوان

ماہِ رمضان سے فائدہ اٹھانے کے طریقے

سلسلۃ منبر الحجۃ

140

بتاریخ: 26 اپریل 2019

بمطابق: ۲۰ شعبان ۱۴۴۰ھ

بہ اہتمام

الحکمة انٹرنیشنل

5D1 ٹاؤن شپ، مادرِ ملت روڈ، نزد پاپ سٹاپ، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ جمعہ کے اہم نکات

✽ اخلاص نیت اور ایمان و احتساب ✽ زبان، آنکھ اور کان کا جائز استعمال
 ✽ دل اور پیٹ کی پاکیزگی ✽ نوافل، تلاوت، اذکار، دعا اور درود
 ✽ عشرہ اخیرہ میں خصوصی عبادات ✽ غرباء کی سحری و افطاری کا انتظام
 ✽ گراں فروشی سے اجتناب ✽ ناراض احباب سے صلح
 ✽ اس رمضان کو آخری سمجھیں ✽ رمضان کے بعد بھی عبادات کا اہتمام

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ، أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ
 مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ : قَالَ النَّبِيُّ
 ﷺ : ((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْجَهْلِ ، وَالْعَمَلَ بِهِ ، فَلَا
 حَاجَةَ لِلّٰهِ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ))

نبی ﷺ نے فرمایا:

”جس نے بیہودہ باتوں اور بیہودہ کاموں سے اجتناب نہ کیا، اللہ کو کوئی
 ضرورت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔“

صحیح البخاری: 1903

روزہ میری نگاہ میں ’عبادت‘ سے زیادہ ’محبت‘ کا مقام رکھتا ہے۔ محبت بھی ایسی کہ جو
 بندگی کے درجہ کمال کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ یہ محبت ہی تو ہے کہ بندہ اپنے محبوب کو
 خوش کرنے کے لیے صبح تا شام کھانا پینا ترک کیے رکھے۔ اپنے محبوب کو منانے کے لیے

شب بیدار بن جائے اور ساری ساری رات کبھی اس کے سامنے باادب کھڑا رہے، کبھی جھک جائے اور کبھی تو سجدہ ریز ہی ہو جائے۔ پھر محبوب کی باتوں والے صحیفے کو پڑھ پڑھ کر لطف و چاشنی محسوس کرے۔ کونے میں کہیں بیٹھ کر اسے اپنے سامنے محسوس کرتے ہوئے راز و نیاز کی باتیں کرنے لگے اور ہاتھ اٹھا کر اس سے اسی ادنیٰ سی محبت کی لاج رکھنے کی فریاد کرے۔ اس سے بڑھ کر میں نے کوئی محبت ایسی نہیں دیکھی کہ جس میں بندہ محبوب کا اس قدر فرماں بردار ہو جائے کہ اس کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم اور اس کی ہر منع کردہ چیز سے کوسوں دُور رہنے لگے۔ اس محبت میں صدق و خلوص اور وفاداری ایسی پائی جاتی ہے کہ لاکھ مواقع میسر ہوں، کوئی دیکھ بھی نہ رہا ہو، کسی کا ڈر بھی نہ ہو اور ہر مرغوب شے بھی دستیاب ہو مگر پھر بھی سچا محبت بددیانتی اور بے وفائی کا داغ نہیں لگنے دے گا۔ یعنی کچھ نہ کھائے گا، نہ پیے گا، جب تک کہ شام ڈھلنے پر محبوب کی جناب سے اذن نہ ہو جائے۔ اس محبت کا مزہ الگ، لطف الگ، انعام الگ، اکرام الگ۔ دنیا کی کون سی محبت اس کے مقابل آسکتی ہے؟ کوئی نہیں! بالکل بھی نہیں!

اس محبت کو ثمر آور اور فائدہ مند بنانے کے لیے کچھ امور کو ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے، جس کے بعد محبت اس معراج تک پہنچ سکتا ہے جس کا ذکر خود اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے:

إِذَا أَحْبَبْتَهُ كُنْتَ سَمِعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا ، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا ، وَإِنْ سَأَلْتَنِي لَأُعْطِيَنَّكَ ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذْتَنِي لَأُعِيذَنَّكَ .

”جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہوں، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ چھوتتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو یقیناً میں اسے ضرور عطا کروں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو یقیناً میں اسے ضرور پناہ دوں گا۔“

صحیح البخاری: 6502

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ بندہ جب اللہ کی محبت میں غرق ہو جاتا ہے اور محبت سے ترقی پا کر خود اس کا محبوب ہو جاتا ہے تو اس کے تمام حواسِ ظاہری اور باطنی شریعت کے مطابق ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے ہاتھ، پاؤں، آنکھ اور کان سے وہی کام لیتا ہے جو اس کے محبوب (رب کریم) کو پسند ہوتے ہیں۔

اس خطبہ جمعہ میں بیس (20) ایسے امور بیان کیے جا رہے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے بندہ مومنِ رمضان المبارک سے کما حقہ فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اس مقام و مرتبے کو پاسکتا ہے و مذکورہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ بارگاہِ ایزدی میں دعا ہے کہ وہ ہمیں ان اعمال کو اپنانے اور انہیں مستقل طور پر حرزِ جاں بنانے کی توفیق بخشے۔ آمین

① اخلاصِ نیت

صیام و قیام سے مقصود نمود و ریاہر گز نہیں ہونا چاہیے بلکہ صرف رضائے الہی ہی مقصود ہو، ورنہ دن بھر کا بھوکا پیاسا رہنا اکارت ہو جائے گا۔ صرف روزہ ہی نہیں بلکہ ہمارا ہر عمل صدق و خلوص سے مزین ہونا چاہیے، اس کو ریاکاری سے آلودہ کر کے شرکِ خفی کے مرتکب نہ ہوں۔ جس کا ارادہ لوگوں کی نظروں میں پارسا بننا ہو وہ بارگاہِ ایزدی سے نہ صرف اجرو ثواب سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ فسادِ نیت کے باعث گناہ گار اور مستحقِ سزا بھی ٹھہرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عبادات کے اہتمام سے زیادہ نیتوں کو خالص رکھنے کی ریاضت کیا کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ ان کی ذات و کردار سے ہی حلاوتِ ایمان چھلکتی تھی۔ جیسا کہ جناب فضیل رحمہ اللہ کے بیٹے نے ان سے سوال کیا: ابا جان! اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کی باتوں میں مٹھاس اور لذت کیوں ہوتی تھی؟ باپ پوچھتا ہے: کیا تم اس کی وجہ جاننا چاہتے ہو؟ بیٹے نے جواب دیا: جی ہاں۔ تو باپ نے کہا:

لَا نَهْمُ أَرَادُوا وَجْهَ اللَّهِ.

”اس لیے کہ ان کا مقصود و مطلوب فقط اللہ کی رضا مندی ہوتا تھا۔“

حلیۃ الأولیاء: 231 / 10

یعنی وہ جب بھی کوئی بات یا نیک عمل کرتے تھے؛ اللہ کی رضا کے لیے کرتے تھے، کوئی نمود و شہرت اس کا مقصد نہیں ہوتی تھی، یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ان کو حلاوتِ ایمانی سے محروم نہیں کیا۔

② ایمان و احتساب

روزہ تب ہی بندے کی بخشش کا سامان کرتا ہے جب دو کام کیے جائیں: ایک تو خوشی سے روزہ رکھا ہو، یعنی کسی کے مجبور کرنے یا اس ڈر سے نہ رکھا ہو کہ لوگ بے روزے دار کہیں گے، اور دوسرا یہ کہ ثواب کی نیت بھی ہو، یعنی روزے کو ایک ماہ کا ایسا معمول نہ بنا لے جو مقصدیت کے شعور سے خالی ہو، بلکہ اسے اجر و ثواب اور مغفرت و نجات کا باعث سمجھ کر رکھے۔ اسی صورت میں بخشش کا انعام موصول ہوگا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

”جس شخص نے ایمان (دل کی خوشی) اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھے؛ اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔“

صحیح البخاری: 38 - صحیح مسلم: 760

③ زبان، آنکھ اور کان کا جائز استعمال

روزے کا مرکزی تقاضا یہ ہے کہ بندہ اپنی زبان سے خیر و بھلائی کی بات کرے اور فحش کلامی، بیہودہ گوئی، جھوٹ، چغلی، غیبت، بہتان اور بلا تحقیق باتیں کرنے سے اجتناب کرے، آنکھ سے کسی غیر محرم کو نہ دیکھے اور کان سے ناجائز باتیں اور گانا و موسیقی وغیرہ نہ

سنے۔ یاد رہے کہ جو باتیں کرنا گناہ ہے وہ سننا بھی گناہ ہے۔ لہذا وقتِ موجود کی سب سے بڑی اخلاقی برائی 'غیبت' کو کرنے سے بھی گریز کریں اور سننے سے بھی احتراز کریں۔ اگر تو ان باتوں کا اہتمام کر لیا تو سمجھیں روزہ مفید رہا، لیکن اگر ان میں کوتاہی ہوتی رہی تو دن بھر بھوکا پیاسا رہنے کا چنداں فائدہ نہیں۔ لہذا پیٹ کا روزہ بعد میں رکھیں، پہلے اپنی زبان، آنکھوں اور کانوں کا روزہ رکھیں۔ رسول مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْجَهْلِ، وَالْعَمَلِ بِهِ، فَلَا حَاجَةَ لِلَّهِ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ))

”جس نے بیہودہ باتوں اور بیہودہ کاموں سے اجتناب نہ کیا، اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔“

صحیح البخاری: 1903

یہ بڑا المیہ ہے کہ رمضان المبارک میں ہم حلال کھانے سے توڑک جاتے ہیں مگر حرام کھانا نہیں چھوڑتے، یعنی جھوٹ بولنا حرام ہے، چغلی اور غیبت کرنا حرام ہے، کسی پر بہتان لگانا، الزام تراشی کرنا، گالیاں بکنا، فحش بولنا یا سننا، بد نظری کا مرتکب ہونا، غرضیکہ ہر وہ کام جس کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے وہ ہم میں اسی طرح موجود رہتا ہے جیسے ماہ رمضان سے پہلے تھا، حالانکہ ان سے چھٹکارا پانا پیٹ کو بھوکا رکھنے سے زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا صُئِمْتَ فَلْيَصُمْ سَمْعَكَ وَبَصْرَكَ وَلِسَانَكَ.

”جب تم روزہ رکھو تو تمہارے کانوں، آنکھوں اور زبان کا بھی روزہ ہونا چاہیے۔“

الزهد والرقائق لابن المبارك: 1308 - المصنف لابن أبي شيبة: 8880 - شعب الإيمان للبيهقي: 3374

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسلاف روزہ رکھ کر مسجد میں ہی بیٹھ رہتے اور

فرماتے: ہم اپنے روزے کی حفاظت کر رہے ہیں، کہ نہ کسی کی غیبت کریں اور نہ ہی کوئی ایسا کام کریں جس سے ہمارا روزہ خراب ہو۔

المغنی: 4/ 447

④ دل اور پیٹ کی پاکیزگی

روزے کا ایک تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے دل کو پاک اور پیٹ کو صاف رکھیں۔ ہم تب تک ماہ رمضان کے فوائد حاصل نہیں کر سکتے جب تک دل کو غیر اخلاقی بیماریوں سے اور پیٹ کو مالِ حرام سے پاک نہ کر لیں۔ مسلمان کے دل میں عام احوال میں بالعموم اور روزے کی حالت میں بالخصوص حسد، کینہ، بغض، عناد، نفرت، عداوت اور نفاق جیسی ایک بھی اخلاقی بیماری نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ جس دل میں یہ غلیظ بیماریاں رہتی ہیں وہ دل ایمان کے نور سے خالی رہتا ہے۔ اسی طرح مسلمان کے یہ بھی شایاں نہیں ہے کہ وہ اپنے پیٹ میں حرام مال ڈالے۔ حرام خوری درحقیقت اللہ کے فیصلے پر عدم اعتماد، بے توکلی، حرص و طمع، غصبِ حق اور اللہ و رسول کی نافرمانی جیسی کئی برائیوں کا مجموعہ ہے اور جو پیٹ حرام مال سے محفوظ نہیں ہوتا وہ برکت سے محروم ہو جاتا ہے، پھر اس گہرے کنویں میں جتنا بھی مال ڈالتے رہیں، وہ کبھی بھرتا نہیں ہے۔ علاوہ زینِ حرام کھانے والے کی دعا بھی رد کر دی جاتی ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے مثال کے طور پر ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا جو لمبا سفر کر کے آیا ہو، اس کے بال پراگندہ ہوں اور جسم و لباس گرد و غبار سے اٹا پڑا ہو، وہ آسمان کی طرف اپنے ہاتھ پھیلا دے اور ”اے میرے رب! اے میرے رب!“ کہتے ہوئے دعا کرنے لگے، جبکہ اس کا کھانا بھی حرام ہو، اس کا پینا بھی حرام ہو، اس کا لباس بھی حرام ہو اور اس نے حرام غذا سے ہی پرورش پائی ہو، تو ایسے شخص کی دعا کیسے قبول کی جاسکتی ہے؟!

صحیح مسلم: 1015

اندازہ کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر، کہ جو بظاہر نہایت قابلِ رحم حالت میں ہوتا ہے،

صرف اس کی حرام خوری کی وجہ سے رحم نہیں کرتا اور اس کی دعا کو قبول نہیں فرماتا۔ جب ایسی کسمپرسی کی حالت میں بھی بندے کی التجا بارگاہِ الہی سے رد کردی جاتی ہے تو پھر اچھی بھلی حالت میں کی جانے والی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے!؟

⑤ سحری کھانے کا التزام

بعض لوگ سحری کھانے میں سستی کرتے ہیں اور سحری کے وقت بیدار ہونے کی دقت سے بچنے کے لیے رات کو ہی کھانا کھا کر سو جاتے ہیں یا پھر نیند کی وجہ سے اُٹھ ہی نہیں پاتے اور بغیر سحری کھائے ہی روزہ رکھ لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا روزہ تو ہو جاتا ہے لیکن وہ سحری کی برکت سے محروم رہ جاتے ہیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَهً))

”سحری کھایا کرو، کیونکہ سحری کے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔“

صحیح البخاری: 1923

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

((السَّحُورُ أَكْلُهُ بَرَكَهٌ فَلَا تَدْعُوهُ، وَلَوْ أَنْ يَجْرَعَ أَحَدُكُمْ جُرْعَةً مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِينَ)).

”سحری کا کھانا برکت ہے، لہذا اسے نہ چھوڑا کرو، اگرچہ تم میں سے کوئی پانی کا گھونٹ ہی پی لے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے ان کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔“

[صحیح] مسند أحمد: 11086

لہذا سحری کا کھانا چھوڑ کر رحمت و برکت اور فرشتوں کی دعاؤں سے محروم نہیں ہونا چاہیے، خواہ چند لقمے ہی کھائیں یا پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیں، کیونکہ سحری کھانے کا مقصد

صرف کھانا پینا نہیں ہے بلکہ سنت نبوی پر عمل کے ذریعے برکت کا حصول ہے۔

⑥ نوافل اور قیام اللیل کا اہتمام

فرائض کی پابندی رمضان المبارک کے علاوہ عام ایام میں بھی لازمی ہونی چاہیے کیونکہ ان کی چھوٹ نہیں، علاوہ ازیں نوافل کا اہتمام بھی حتی الوسع کرنا چاہیے اور رمضان المبارک میں تو خاص طور پر بہ کثرت ادا کرنے چاہئیں، کہ یہ نیکیوں کا موسم بہار ہوتا ہے اور جتنا ہو سکے اس ماہ مبارک کے اندر اپنے اخروی مقام میں بہار لانی چاہیے۔ نوافل کے بے شمار فضائل ہیں لیکن یہاں صرف تین عظیم فوائد بیان کرتے ہیں:

① محبت الہی کا حصول: نبی مکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّىٰ أُحِبَّهُ))

”اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میرا بندہ نوافل کے اہتمام سے مسلسل میری قربت پانے کی کوشش میں رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔“

صحیح البخاری: 6502

② درجات کی بلندی اور گناہوں کی مغفرت: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ، فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ بِهَا عَنْكَ خَطِيئَةٌ)).

”سجدوں کا اہتمام کیا کرو، کیونکہ تم اللہ کو جو بھی سجدہ کرو گے؛ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تمہارا ایک درجہ بلند فرما دے گا اور ایک گناہ ختم کر دے گا۔“

صحیح مسلم: 488

سجدوں کے اہتمام سے مراد یہ ہے کہ نوافل کی بہ کثرت ادائیگی کی جائے۔

۳) جنت میں نبی ﷺ کی رفاقت: سیدنا ربیعہ بن کعب سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں (خدمت کے لیے) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (صفہ میں آپ کے قریب) رات گزارا کرتا تھا اور (جب آپ تہجد کے لیے اُٹھتے تو) میں وضو کا پانی اور دوسری ضرورت کی چیزیں آپ کی خدمت میں پیش کرتا۔ ایک روز آپ ﷺ نے (میری خدمت گزاری سے خوش ہو کر) مجھ سے فرمایا: ”ماگلو۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں جنت میں آپ کا ساتھ چاہتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کچھ اور؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بس یہی خواہش ہے کہ جنت میں آپ کی رفاقت مل جائے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَاعْنِي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ)).

”پھر تم اپنے اس معاملے میں زیادہ سے زیادہ سجدوں کے ذریعے میری مدد کرو۔“

صحیح مسلم: 489

زیادہ سے زیادہ سجدے کرنے سے مراد ہے کثرت سے نوافل کی ادائیگی اور ”میری مدد کرو“ سے آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ کثرت نوافل کے ذریعے اپنی نیکیاں بڑھالے، تاکہ میں بہ آسانی تجھے اپنے ساتھ جنت میں لے جا کر اپنا رفیق بنا سکوں۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف فرائض کی پابندی کے ساتھ ساتھ نوافل کی ادائیگی پر بھی خوب توجہ دیا کرتے تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے صاحبزادے عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد گرامی ایک دن اور رات میں تین سو رکعات پڑھا کرتے تھے۔ جب کوڑے لگنے کی وجہ سے بیمار ہو گئے تو تب آپ پر بہت کمزوری چھا گئی، اس لیے پھر شب و روز میں ایک سو پچاس رکعات پڑھا کرتے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر اسی برس کے قریب تھی۔

حلیۃ الأولیاء: 181 / 9

یہ تو ان کی عام دنوں میں عبادت ہوا کرتی تھی، ذرا سوچیں کہ رمضان المبارک میں ان کی عبادت و ریاضت کا کیا عالم ہوتا ہوگا!؟

نیز ماہِ رمضان میں قیامِ اللیل، یعنی رات کے وقت نوافل اور تہجد پڑھنے کی بھی بڑی فضیلت ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

”جو شخص ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ قیام کرتا ہے، اس کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے۔“

⑦ تلاوتِ قرآن

ماہِ رمضان؛ ماہِ غفران بھی ہے اور ماہِ قرآن ہے۔ اسی مبارک مہینے میں قرآن کریم کا نزول ہوا۔ لہذا اس میں قرآن کی تلاوت کثرت کے ساتھ کیجیے۔ جب بھی فارغ وقت میسر ہو تلاوتِ قرآن سے اپنے قلوب کو تازگی بخشیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔

روزے اور تلاوت کی فضیلت سے متعلق سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُولُ الصِّيَامُ: أَيْ رَبِّ، مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ، فَشَفَعْنِي فِيهِ، وَيَقُولُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ، فَشَفَعْنِي فِيهِ، قَالَ: فَيُشَفَّعَانِ))

”روزِ قیامت روزہ اور قرآن بندے کی سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اسے سارا دن کھانے پینے اور شہوات سے روک رکھا،

لہذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن کہے گا: میں نے اسے رات بھر سونے سے روک رکھا، سو اس کے متعلق میری سفارش قبول فرما۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔“

[صحیح] صحیح الجامع: 3882 - صحیح الترغیب والترہیب: 973

یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین بھی رمضان المبارک میں بڑی کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ عمل اسلاف کی چند مثالیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں:

❁ امام شافعی رحمہ اللہ ماہ رمضان میں ساٹھ مرتبہ قرآن ختم کیا کرتے تھے۔

سیر أعلام النبلاء: 36 / 10 - تاریخ دمشق لابن عساکر: 11 / 15

❁ امام مالک رحمہ اللہ رمضان المبارک میں حدیث کی کلاس نہیں لگاتے تھے، فرماتے: یہ قرآن کا مہینہ ہے، مجھے بس قرآن پڑھنے دو۔

❁ امام اسود رحمہ اللہ ماہ رمضان میں دو راتوں میں ایک مرتبہ قرآن مکمل پڑھ لیا کرتے تھے۔

سیر أعلام النبلاء: 51 / 4

❁ قتادہ رحمہ اللہ ایک ہفتے میں مکمل قرآن پڑھ لیا کرتے تھے، لیکن جب ماہ رمضان آتا تو تین دن میں قرآن ختم کر لیتے اور جب آخری عشرہ آجاتا تو پھر ہر رات میں ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔

سیر أعلام النبلاء: 276 / 5

واضح رہے کہ قرآن کریم کا ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ لیکن رب کریم کا یہ وفور انعام عام دنوں میں ہے، جبکہ ماہ رمضان میں تو اللہ تعالیٰ ایک نیکی کا کئی گنا تک بڑھا چڑھا کر اجر دیتا ہے، تو اندازہ کیجیے کہ انسان اگر روزانہ کم از کم ایک سپارہ بھی پڑھ لے تو اس کو ملنے والی نیکیوں کا شمار ممکن نہیں رہے گا۔

اور اگر قرآن کی تلاوت فرائض یا نوافل پڑھتے ہوئے کی جائے تو اس کی الگ ہی فضیلت ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا:

((مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، وَمَنْ قَامَ بِمِئَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ، وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقْنَطِرِينَ)).

”جو شخص دس آیات کے ساتھ قیام کرتا ہے (یعنی نماز میں دس آیات پڑھتا ہے) وہ غافلوں میں نہیں لکھا جاتا، جو شخص سو آیات کے ساتھ قیام کرتا ہے اس کا نام فرمانبرداروں میں لکھ دیا جاتا ہے اور جو شخص ایک ہزار آیات کے ساتھ قیام کرتا ہے اسے بہت زیادہ اجر و ثواب اکٹھا کرنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔“

[صحیح] سنن أبی داود: 1398

اسی طرح سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ بِمِئَةِ آيَةٍ فِي لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهُ قَنُوتٌ لَيْلَةٍ)).

”جو شخص ایک رات میں سو آیات پڑھے، اس کے لیے ساری رات کا قیام لکھ دیا جاتا ہے۔“

[حسن بشواہدہ] مسند أحمد: 16958

رمضان المبارک میں ایسا بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر کسی آدمی کو قرآن پڑھنا نہیں آتا تو وہ کسی قرآن پڑھنے والے کے پاس بیٹھ کر اس کی قراءت سن رہا ہوتا ہے۔ یہ بھی شوق اور محبت کی دلیل ہے، لیکن اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ وہ خود پڑھے، خواہ جیسا بھی پڑھ سکے، کیونکہ یہی مہینہ غنیمت کا موقع ہے جس میں آپ باقاعدگی اور شوق کے ساتھ قرآن سیکھ سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں اللہ کے ہاں خلوص اور عقیدت کی قدر ہے، اگر کوئی شخص کوشش کے باوجود بھی اٹک اٹک کر قرآن پڑھتا ہے تو اس کی یہ جدوجہد نہ صرف مقبول ہوگی بلکہ اضافی فضیلت بھی حاصل کرے گی، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانُ)).
 ”قرآن میں مہارت رکھنے والا شخص اعمال لکھنے والے معزز اور برگزیدہ فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور جو انک انک کر قرآن پڑھتا ہے اور اس سے اسے مشقت اٹھانا پڑتی ہے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔“

صحیح مسلم: 798

⑧ ذکر الہی کی کثرت

رمضان المبارک کے ایک ایک لمحے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے۔ ذکر؛ یعنی یاد..... اپنے محبوب کی یاد..... جس کی محبت پانے کے لیے شب و روز اس کی بندگی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ یقیناً اس سے بڑی خوش بختی کوئی نہیں کہ بندے کی زبان پر ہر دم اپنے محبوب حقیقی کا ذکر جاری رہے۔ پھر جب اس کے ذکر پر انعام و اکرام بھی ملتا ہو تو نُورِ عَلَی نُورِ ہو جاتا ہے۔ یوں تو ذکر الہی کے بے حساب فضائل ہیں، لیکن آپ صرف تین ملاحظہ کیجیے:

① عذاب سے نجات: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ عَمَلًا قَطُّ أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ)).

”آدمی ذکر الہی سے بڑھ کر کبھی کوئی ایسا عمل نہیں کرتا کہ جو اسے اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والا ہو۔“

مسند أحمد: 22132

یعنی عذاب الہی سے نجات دلانے والا سب سے مضبوط تر عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

② مغفرت کا حصول اور گناہ؛ نیکیوں میں تبدیل: رسول گرامی ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ فَيَقُومُونَ، حَتَّى يُقَالَ لَهُمْ: قَوْمُوا قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ، وَبَدَّلَتْ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ)).

”جو بھی لوگ کسی مجلس میں بیٹھے ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، پھر جب وہ (مجلس سے) اٹھنے لگتے ہیں تو ان سے کہا جاتا ہے: کھڑے ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہوں کو معاف فرما دیا ہے اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا گیا ہے۔“

[صحیح] صحیح الجامع الصغیر: 5610-سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: 2210

③ چار عظیم انعامات سے سرفرازی: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَفْعَدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا أَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ)).

”جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھے ہیں فرشتے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، ان پر راحت و سکینت اترنے لگتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے ہاں موجود افراد (یعنی فرشتوں) کے پاس ان کا ذکر کرتا ہے۔“

صحیح مسلم: 2700

ان ہی فضائل سے آگاہی کی بنا پر ہمارے اسلاف ہر وقت اپنی زبان پر ذکر الہی جاری رکھتے تھے، جیسا کہ ابن حلیس بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کوئی وقت بھی ذکر الہی سے خالی نہیں جانے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا: آپ ایک دن میں کتنی تسبیح کر لیتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: ایک لاکھ۔

سیر أعلام النبلاء: 348 / 2

⑨ نبی کریم ﷺ پر درود و سلام

عبادتوں، فضیلتوں، رحمتوں اور برکتوں کے اس مبارک مہینے میں اگر اس مقدس ہستی پر درود و سلام بھیجنے کا خصوصی اہتمام نہ کیا جائے کہ جن کے بدولت ہم تک اسلام جیسی عظیم نعمت پہنچی؛ تو یہ ناسپاسی بھی ہوگی اور حقیقی کامیابی سے محرومی بھی! جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِيئَةً طَرِيقَ الْجَنَّةِ)).

”جس نے مجھ پر درود پڑھنا بھلا دیا، اس نے جنت کا راستہ لینے میں غلطی کر دی۔“

[حسن] سنن ابن ماجہ: 908 - صحیح الجامع: 6568

اور درود پڑھنے والوں کی فضیلت کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ)).

”جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے دس گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور اس کے دس درجات بلند کیے جاتے ہیں۔“

[صحیح] سنن النسائی: 1297 - صحیح الجامع: 6359

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ حِينَ يُصْبِحُ عَشْرًا، وَحِينَ يُمْسِي عَشْرًا، أَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

”جو شخص صبح کے وقت دس مرتبہ اور شام کے وقت دس مرتبہ مجھ پر درود پڑھے تو

روزِ قیامت اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔“

[حسن] صحیح الجامع: 6357 - صحیح الترغیب والترہیب: 232

یہ بھی کیا خوب عمل ہے! بندہ درُودِ نبی ﷺ پر پڑھتا ہے اور آخرت اپنی سنوار لیتا ہے۔ آپ ﷺ پر درود و سلام بھیج کر ہم آپ کی فضیلت و مرتبت میں چنداں اضافہ نہیں کر رہے ہوتے اور نہ ہی ایسا ممکن ہے کہ ہم اگر آپ ﷺ پر درود نہ پڑھیں گے تو آپ کی رفعت میں کمی واقع ہو سکتی ہے، نہیں؛ ہرگز نہیں، بلکہ یہ تو بہانہ ہے اپنی ہی نجات کے لیے سامان کرنے کا، یہ تو پروردگار کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب ﷺ سے ہمیں متعلق کر کے ہمیں اپنی آخرت سنوارنے کا بہانہ دے دیا۔

یاد رہے کہ درُود کے وہی الفاظ پڑھے جائیں جو مسنون ہیں، نہ کہ من گھڑت اور غیر مستند کلمات کو درُود سمجھا جائے۔ درُود کے مسنون الفاظ کے بارے میں سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر درود کیسے بھیجیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم (یہ کلمات) کہا کرو:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

”اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آلِ محمد پر رحمتیں نازل فرما، جس طرح تو نے
ابراہیم (علیہ السلام) اور آلِ ابراہیم پر رحمتوں کا نزول فرمایا ہے، یقیناً تو ہی قابل
تعریف اور لائق تجمید ہے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آلِ محمد پر برکات نازل
فرما، جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آلِ ابراہیم پر برکات کا نزول فرمایا
ہے، یقیناً تو ہی ستائش و بزرگی کا سزاوار ہے۔“

⑩ کثرتِ دُعا کا معمول

رمضان المبارک کے بابرکت ایام کو غنیمت جانتے ہوئے زیادہ سے زیادہ دُعا کرنا اپنا معمول بنا لیجیے۔ اپنے گناہوں کی مغفرت مانگی جائے، اپنی حاجات و ضروریات اس کے سامنے پیش کی جائیں، بیماریوں کے لیے شفا، تنگ دستوں کے لیے خوش حالی اور پریشان حال لوگوں کے لیے خوشیوں کی دُعا مانگی جائے۔ رمضان المبارک میں ہماری ایک عجیب عادت بن چکی ہے کہ سارا دن دُعا نہیں کرتے لیکن جب افطاری کا وقت ہوتا ہے تو ہاتھ اٹھا لیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ افطاری کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے، لیکن سارا دن دُعا مانگنے سے بے نیاز رہنا ہرگز اچھا عمل نہیں ہے، بلکہ شب و روز کے تمام اوقات میں زیادہ سے زیادہ دُعا مانگنی چاہیے، کیونکہ روزے دار کی دُعا کو شرفِ قبولیت بخشا جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

((ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ: دَعْوَةُ الصَّائِمِ، وَدَعْوَةُ

الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ))

”تین دعائیں ایسی ہیں کہ جنہیں قبولیت سے نوازا جاتا ہے: روزے دار کی

دُعا، مظلوم کی دُعا اور مسافر کی دُعا۔“

[صحیح] صحیح الجامع: 3030۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: 1797

لہذا قبولیت کے ان سنہری ایام کو غنیمت جانیے اور زیادہ سے زیادہ دُعا کرنے کا

اہتمام کیجیے۔

⑪..... توبہ واستغفار کا اہتمام

رمضان المبارک میں اپنی بخشش کروانے کے لیے بہت ضروری ہے کہ ہم اپنے

گناہوں سے توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگیں۔ بندے میں جب احساسِ گناہ پیدا

ہو جاتا ہے اور وہ معافی کے لیے رب کے حضور میں ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں پر معافی کا قلم پھیر دیتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ، ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ))

”بلاشبہ بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے، پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے۔“

صحیح البخاری: 2661۔ صحیح مسلم: 2771

رمضان المبارک میں عبادت و ریاضت اور توبہ و استغفار کر کے اپنے گناہ بخشوانے کی خاص طور پر تاکید ہوئی ہے اور جو ایسا نہیں کر پاتا اس کے بارے میں وعید وارد ہوئی ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ منبر پر چڑھے اور فرمایا: ”آمین، آمین، آمین۔“ آپ ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا:

((إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي فَقَالَ: مَنْ أَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْ: آمِينَ، فَقُلْتُ: آمِينَ. وَمَنْ أَدْرَكَ أَبُوَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبْرَهُمَا فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْ: آمِينَ. فَقُلْتُ: آمِينَ. وَمَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْ: آمِينَ، فَقُلْتُ: آمِينَ))

”جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: جس کی زندگی میں رمضان کا مہینہ آیا لیکن وہ مغفرت سے محروم رہا اور جہنم میں چلا گیا، تو اللہ ایسے بندے کو (اپنی رحمت سے) دُور فرمائے۔ آپ آمین کہہ دیجیے۔ چنانچہ میں نے آمین کہہ دیا۔ (پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا:) جس شخص کی زندگی میں اس کے والدین یا ان دونوں میں سے کوئی ایک موجود ہو لیکن اس نے ان کے ساتھ نیک سلوک نہ کیا، پھر (اسی حالت میں) مر گیا اور جہنم میں چلا گیا، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی

(اپنی رحمت سے) دُور کر دے۔ آپ آمین کہہ دیجیے۔ سو میں نے آمین کہہ دیا۔ (پھر جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَام نے کہا:) جس شخص کے پاس آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے، پھر وہ (اسی حالت میں) مر گیا اور جہنم میں چلا گیا، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی (اپنی رحمت سے) دُور کر دے۔ آپ آمین کہہ دیجیے۔ چنانچہ میں نے آمین کہہ دیا۔“

[إسناده حسن] صحيح ابن حبان: 907 - مسند أبي يعلى: 5922 - المعجم الكبير للطبراني: 243 / 2

اللہ سے اپنے گناہ معاف کروانے کے لیے بہت لمبے چوڑے اعمال کی بھی ضرورت نہیں ہے بلکہ اعتراف گناہ، ندامت اور آئندہ گناہ نہ کرنے کے عزم کے ساتھ صرف دو رکعت نماز پڑھ کر معافی مانگ لی جائے تو اللہ تعالیٰ بندے کے تمام گناہ دھو ڈالتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَصَلِّي رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِذَلِكَ الذَّنْبِ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ)).

”جو کوئی بھی بندہ گناہ کرتا ہے، پھر وہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی بخشش مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے۔“

[إسناده حسن] صحيح ابن حبان: 623 - صحيح الجامع للألباني: 5738

⑫ آخری عشرے میں خصوصی عبادت و ریاضت

نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں عبادت و ریاضت کا خصوصی اہتمام فرمایا کرتے تھے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ

مُنْزَرَهُ، وَأَحْيَا لَيْلَهُ، وَأَيَّقِظَ أَهْلَهُ.

”جب (آخری) عشرہ آجاتا تو نبی ﷺ کمر کس لیتے، راتوں کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔“

صحیح البخاری: 2024 - صحیح مسلم: 1174

آخری عشرے کو ایک فضیلت یہ بھی حاصل ہے کہ اس میں شبِ قدر آتی ہے، یعنی وہ مبارک رات جس میں قرآن کا نزول ہوا تھا۔ اس رات میں عبادت کرنے کی فضیلت رسول اللہ ﷺ نے یوں بیان فرمائی ہے:

((مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

”جس شخص نے ایمان اور ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر کا قیام کیا؛ اس کے بھی پچھلے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے۔“

[صحیح] سنن الترمذی: 683

لیلۃ القدر چونکہ متعین نہیں ہے کہ ماہِ رمضان کی کس تاریخ کو ہوتی ہے، لہذا نبی کریم ﷺ نے اسے طاق راتوں میں تلاش کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ آخری عشرے کی پانچوں طاق راتوں میں اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کی جائے، نوافل ادا کیے جائیں، تلاوتِ قرآن ہو اور رب کے حضور میں گڑگڑا کر اپنی مغفرت و نجات اور جملہ حاجات کے لیے دعائیں مانگی جائیں۔ کیا معلوم کہ کون سی رات شبِ قدر ہو، ہمیں وہ میسر آ جائے اور ہماری نجات کا سبب بن جائے۔

⑬ ماہِ رمضان میں حج کریں

آپ عنوان پڑھ کر حیران ہوئے ہوں گے کہ حج تو ذوالحجہ میں ہوتا ہے، رمضان میں حج کیسے کر سکتے ہیں؟ جی ہاں! آپ رمضان المبارک میں بھی حج کر سکتے ہیں، وہ اس طرح

کہ پیارے پیغمبر ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:
 ((عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً - أَوْ - حَجَّةً مَعِيَ)).
 ”رمضان المبارک میں عمرہ ادا کرنا (ثواب کے اعتبار سے) حج کے برابر ہوتا
 ہے۔ یا (فرمایا کہ) میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔“

صحیح البخاری: 1763 - صحیح مسلم: 1256

لہذا اگر کوئی مسلمان ماہِ رمضان میں عمرہ ادا کرتا ہے تو اسے اتنی ہی فضیلت اور ثواب
 ملے گا جیسے اس نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج ادا کیا ہو۔

(14) روزہ افطاری

اس ماہِ مبارک میں کثرت سے نیکیاں سمیٹنے کے لیے روزے داروں کی افطاری
 کروائیں اور غرباء و مساکین کو کھانا کھلائیں۔ روزے کی افطاری کروانے والے کی فضیلت
 کے متعلق رسول کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:
 ((مَنْ فَطَرَ صَائِمًا كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ
 شَيْءٌ)).

”جس نے روزے دار کی افطاری کرائی اس کے لیے روزے دار کے برابر ہی
 اجر و ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور اس کا ثواب بھی کم نہیں کیا جائے گا۔“

[صحیح] سنن الترمذی: 807 - سنن ابن ماجہ: 1746 - صحیح الجامع للالبانی:

6415

افطاری کرانے والے کو اپنے روزے کا بھی ثواب ملے گا اور افطاری کرنے والے
 کے برابر بھی ثواب ملے گا، یعنی اسے دوگنا ثواب سے نوازا جائے گا، اور ایسا بھی نہیں ہوگا
 کہ اس کو دوگنا اجر دینے سے افطاری کرنے والے کا اجر کم کر دیا جائے گا، نہیں؛ بلکہ رحمتِ
 خداوندی اس قدر بے کراں ہے کہ اس کو بھی کامل اجر سے نوازا جائے گا۔

⑮ غرباء کی سحری و افطاری کا انتظام

اپنے ارد گرد گھروں پر نظر دوڑائیں، اپنے رشتے داروں میں دیکھیں اور اپنی ملازمت یا کاروبار کی جگہ پر کام کرنے والے لوگوں کا جائزہ لیں کہ ان میں ایسا کون سا شخص ہے جس کے لیے سحری اور افطاری کا انتظام کرنا مالی طور پر دشوار ہوگا؟ بہتر تو یہ ہے کہ آپ رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے ہی حسب استطاعت اس کے ساتھ تعاون کر دیجیے یا اسے راشن وغیرہ لے دیجیے، لیکن اگر آپ ایک ساتھ اتنا زیادہ تعاون نہیں کر سکتے تو روزانہ کی بنیاد پر اپنے گھر میں تیار ہونے والے کھانے سے ہی سحری اور افطاری کے وقت کچھ کھانا اور سامان افطاران کے گھر پہنچا دیا جائے۔ تھوڑا ہو یا زیادہ؛ آپ جس قدر بھی کسی کو فائدہ پہنچا سکتے ہوں؛ ضرور پہنچائیے۔ رحمت عالم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ))

”تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے

فائدہ پہنچانا چاہیے۔“

صحیح مسلم: 2199

اس کا رخیر میں خود بھی حصہ لیجیے اور دوسروں کو بھی ترغیب دیجیے۔ اگر اصحاب ثروت کی ایک کمیٹی بنا دی جائے تو وہ زیادہ مناسب رہے گی، جو ایسے مستحق افراد کی سحری و افطاری کا پلان کر سکیں جنہیں مالی مسائل درپیش ہوں۔ یقیناً روزہ رکھوانے کے بدلے میں اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا رکھنے والے کو، بلکہ کسی کو اس مبارک کام کی ترغیب دینے کا بھی اجر اسی کے برابر ہوگا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ))

”جو شخص نیکی کے کام پر (کسی کی) راہنمائی کرے تو اسے بھی نیکی کرنے

والے کے برابر ہی اجر و ثواب ملے گا۔“

⑩ صدقہ و خیرات

اگر کوئی مسلمان صاحب نصاب ہے تو اس کو زکاۃ لازماً ادا کرنی چاہیے۔ زکاۃ ادا نہ کرنے والا دنیا میں خیر و برکت سے محروم رہتا ہے اور آخرت میں اذیت ناک عذاب سے دوچار ہوگا۔ علاوہ ازیں جو بندہ استطاعت رکھتا ہو اس کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس ماہ مقدس میں صدقہ و خیرات کا بھی اہتمام کرے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی کے سلسلے میں تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک کے مہینے میں تو سخاوت میں اور بھی بڑھ جاتے تھے۔“

صحیح البخاری: 6 - صحیح مسلم: 2308

ماہ رمضان میں روزے اور صدقے کو لازم و ملزوم کر لیجیے۔ یہ دونوں عمل جہاں روحانی بیماریوں کا علاج ہیں وہاں جسمانی امراض سے شفا یابی کا بھی ذریعہ ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((دَاوُوا مَرَضَكُمْ بِالصَّدَقَةِ))

”صدقے کے ذریعے اپنے بیماروں کا علاج کیا کرو۔“

[حسن] المعجم الكبير للطبرانی: 10/128 - شعب الإيمان: 3278 - صحیح الجامع

للألبانی: 3358

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ)).

”صدقہ گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا

”ہے۔“

[صحیح] سنن الترمذی: 614 - صحیح الجامع للالبانی: 5136

صدقے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ بہت سامان و دولت خرچ کیا جائے، بلکہ خلوص سے کیا ہوا ایک روپے کا صدقہ بھی اللہ کے نزدیک بہت محبوب و مقبول ہو جاتا ہے اور نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ))

” (جہنم کی) آگ سے بچو، خواہ کھجور کے ایک ٹکڑا (صدقہ کرنے) کے

ذریعے ہی۔“

صحیح البخاری: 1417 - صحیح مسلم: 1016

⑰ گراں فروشی سے اجتناب

یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جوں ہی رمضان المبارک آتا ہے تو اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ ہم کیسے مسلمان ہیں کہ جو اس ماہ مبارک میں لوگوں کو سہولت دینے کی بہ جائے اسے کاروباری سیزن سمجھ کر ناجائز منافع کمانا شروع کر دیتے ہیں۔ جس کا سب سے زیادہ شکار ایک عام روزے دار ہوتا ہے جسے اشیاء مہنگی ہونے کے باعث سحری و افطاری میں بہت سی چیزوں سے محروم رہنا پڑتا ہے۔

یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ غیر مسلم ممالک میں ماہ رمضان آنے سے پہلے ہی مسلمانوں کے لیے خصوصی ڈسکاؤنٹ پر اشیاء کے نرخ جاری کر دیے جاتے ہیں مگر ہمارے ہاں نرخ یوں بڑھ جاتے ہیں جیسے سال بھر کی کمائی اسی ماہ میں کرنے کا ارادہ ہو۔ اللہ کے بندو! یہ تو نیکیاں کمانے کا مہینہ ہے، نہ کہ ناجائز مال کمانے کا۔ ایک حد تک جائز منافع آپ کا حق ہے مگر ناجائز اور بے پناہ منافع نہ اخلافاً درست ہے اور نہ شرعاً۔ جبکہ اگر تاجر برادری اس مہینے میں نیکیاں لینے کے ساتھ غرباء کی دعائیں بھی لینا شروع کر دے اور اشیائے خورد و نوش کو

مہنگی کرنے کی بجائے سستے داموں فروخت کرنے لگے تو یہ ثواب کا باعث بھی ہوگا اور حصولِ برکت کا ذریعہ بھی۔ برکت اللہ تعالیٰ کا ایسا انعام ہے کہ جس کی وجہ سے ایک روپیہ دس روپے کے برابر ہو جاتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں آسانیوں سے بھی ہم کنار فرما دیتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ يَسَّرَ عَلَيَّ مُسْلِمٍ يَسَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ،
وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ))

”جس نے کسی مسلمان کے لیے آسانی پیدا کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا و آخرت میں آسانیاں پیدا کر دے گا، اللہ تعالیٰ تب تک بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔“

صحیح مسلم: 2699

⑱ ناراض احباب سے صلح

اگر آپ کسی دوست، ساتھی یا رشتے دار سے ناراض ہیں تو رمضان المبارک سے پہلے پہلے اس سے صلح کر لیں، کیونکہ اگر ناراضی برقرار رہی تو جتنی مرضی عبادتیں کر لیں؛ آپ کو ان کا مقصد حاصل نہیں ہوگا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ ، وَيَوْمَ الْخَمِيسِ ، فَيُغْفَرُ
لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا ، إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ
أَخِيهِ شَحْنَاءُ ، فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هَذِينَ حَتَّى يَصْطَلِحَا ،
أَنْظِرُوا هَذِينَ حَتَّى يَصْطَلِحَا))

”سوموار اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اس دن ہر اس شخص کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو، سوائے اس شخص کے کہ جس کی اپنے (مسلمان) بھائی

کے ساتھ سخت ناراضی ہو، تو (ان کے بارے میں) فیصلہ کیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو مہلت دی جائے، یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔“

صحیح مسلم: 2565

یعنی جب تک وہ صلح نہیں کر لیتے تب تک ان کی معافی کا حکم نامہ جاری نہیں کیا جاتا۔ لہذا رمضان المبارک میں جن عبادتوں کے لیے آپ کمر بستہ ہیں اور پوری پلاننگ کر چکے ہیں، وہ تب تک فائدہ مند نہیں ہوں گی جب تک آپ اپنے ناراض بھائی یا بہن سے صلح نہیں کر لیتے۔ بلکہ عمومی حالات میں بھی دو مسلمانوں کا تین دن سے زیادہ باہم ناراض رہنا بڑی سخت وعید کا موجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ ، فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ))

”کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زائد (بول چال) چھوڑے رکھے، سو جو شخص تین دن سے زیادہ چھوڑتا ہے اور وہ (اسی حالت میں) مر جاتا ہے تو وہ (جہنم کی) آگ میں جائے گا۔“

[صحیح] سنن أبی داود: 4914 - صحیح الجامع: 7659

لہذا میرے بھائیو! صرف اللہ کی رضا پانے کی خاطر ہر طرح کی ناراضی، عداوت اور نفرت ختم کر دیجیے اور انا کے بُت کو توڑتے ہوئے صلح میں خود پہل کیجیے، تاکہ آپ اپنے مسلمان بھائی کا دل اور محبت جیننے کے ساتھ ساتھ اس فضیلت کو بھی حاصل کر لیں، جو نبی ﷺ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ:

((خَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ))

”ان دونوں میں سے بہتر وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔“

صحیح البخاری: 6077 - صحیح مسلم: 2560

لہذا اس انتظار میں نہیں رہنا چاہیے کہ پہلے دوسرا شخص آ کر آپ سے معذرت کرے اور صلح کرے، یہ شیطان کا بہکاوا ہے، مسلمان کی شان تو یہ ہونی چاہیے کہ وہ اللہ کے ہاں بہتر بننے کے لیے اور اس کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے صلح کرنے میں پہل کر لے۔

⑱ اس رمضان کو آخری سمجھیں

ہم ذرا نگاہ دوڑائیں تو بہت سے ایسے لوگ ہمیں نظر نہیں آئیں گے جو گزشتہ رمضان المبارک میں ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ ہی مساجد میں حاضر ہوا کرتے تھے، لیکن وہ اپنی عمر گزار کر اس دُنیا سے رخصت ہو چکے اور رب کے حضور جا پہنچے۔ یا بہت سے ایسے لوگ جو گزشتہ سال تو روزے رکھ سکے تھے لیکن اس بار کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو چکے ہیں کہ روزے بھی نہیں رکھ سکتے۔ ہم بھی یہی سوچیں کہ کیا پتہ یہ رمضان ہمارا بھی آخری رمضان ہو؟ زندگی اور موت کے فیصلے تو میرے رب کے ہاتھ میں ہیں، اس کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں کہ اس نے کتنے دن مزید زندہ رہنا ہے۔ یا کیا پتہ آئندہ رمضان تک ہمیں صحت کی دولت میسر رہے گی یا نہیں؟ لہذا اسی کو غنیمت سمجھیں کہ رب کریم نے ہمیں اس ماہ مبارک تک زندگی بخش دی اور ہمیں یہ موقع فراہم کر دیا کہ ہم نیکیاں کما کر اپنی آخرت سنوار سکیں۔ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

((اَغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ،
وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ
شُغْلِكَ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ))۔

”پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، فقر سے پہلے مال داری کو، مصروفیت سے پہلے فراغت کو اور موت سے پہلے زندگی کو۔“

[صحیح] صحیح الجامع: 1077

لہذا رمضان کا مبارک مہینہ غفلت، لاپرواہی اور سستی میں گزارنے کی بجائے اس موقع کو غنیمت سمجھیں، صحت و سلامتی اور فراغت کو انعام الہی سمجھیں اور ان بابرکت ایام کا ایک بھی لمحہ ضائع کیے بغیر اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ عبادات بجالائیں، رب تعالیٰ کو منائیں، جنت کمائیں اور نجات پائیں۔ اللہ تعالیٰ کی یوں بندگی کریں کہ جیسے ہمیں دوبارہ یہ موقع میسر نہیں آئے گا..... خدا جانے! آئندہ رمضان ہمارے نصیب میں ہو یا نہیں!

② رمضان کے بعد بھی عبادات کا اہتمام

اگر ماہ رمضان کے بعد ہمارا عبادات کا معمول بدل جائے اور ہم نماز و تلاوت اور دیگر عبادات میں کوتاہی کرنے لگیں تو سمجھ لیجیے کہ ہم نے رمضان سے کما حقہ فائدہ نہیں اٹھایا۔ حقیقی فائدہ تو تب حاصل ہوتا جب ہمارے مزاج اور اعمال میں انقلاب آتا، ہم کچھ سبق حاصل کرتے اور اللہ سے پکا تعلق جوڑ لیتے۔

ماہ رمضان میں ہمیں ایک خاص ماحول میسر آتا ہے جس میں ہم پوری دلجمعی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کا اہتمام کرتے ہیں اور پورا مہینہ نیکی و تقویٰ کے کاموں میں گزارتے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم رمضان المبارک کے رخصت ہوتے ہی اللہ سے تعلق کو بھی خیر باد کہہ دیتے ہیں۔ مساجد ویران ہو جاتی ہیں، فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی ہونے لگتی ہے، نیکی کا جذبہ ماند پڑ جاتا ہے، شیطان کو خود ہی اپنے آپ پر مسلط کر لیتے ہیں، مسلمان بھائیوں کے ساتھ ہمدردی، خیر خواہی اور تعاون کا جذبہ بھی مفقود ہو جاتا ہے، غرضیکہ ہر وہ اچھا کام جو ماہ رمضان کی برکت سے ہماری ذات میں پیدا ہوا ہوتا ہے وہ رمضان کے جاتے ہی ہم سے نکل جاتا ہے۔

صرف یہیں بس نہیں ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کے بھی اس قدر طلب گار نہیں رہتے جس قدر ہم رمضان میں دکھائی دیتے ہیں۔ جبکہ ماہ رمضان کے بعد ہمیں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہنے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ تب تو شیطان بھی

کھول دیا جاتا ہے جس کو ماہِ رمضان میں جکڑ دیا گیا ہوتا ہے۔ کیا ماہِ رمضان کے گزرتے ہی ہمیں مغفرت کی ضرورت نہیں رہی؟ کیا اب ہم نے وہ نیک اعمال ترک کر دینے تھے جو مغفرت کا ذریعہ بنے تھے؟ یا ان پر عمل پیرا رہ کر آئندہ کی کوتاہیوں کا ساتھ ساتھ ہی کفارہ کرتے رہنا چاہیے تھا؟

ہمیں اس بات کو اس پہلو سے سوچنا چاہیے کہ ماہِ رمضان کے بعد ہم جن نیک کاموں کو چھوڑ دیتے ہیں وہ کس بنیاد پر چھوڑتے ہیں؟ کیا یہ ہمارا اختیاری معاملہ تھا؟ ہرگز نہیں، بلکہ ہم تو اس کے مکلف ہیں کہ ہماری وہی ایمانی حالت سال بھر رہے۔ ہاں بحیثیت انسان کوتاہی ہو جائے تو وہ یقیناً اللہ کے ہاں مغفور ہے مگر ایک سچے مسلمان کی طرف سے حقوقِ الہی اور حقوقِ العباد کی ادائیگی کو ترک کر دینا تو درکنار، ان میں سستی بھی نہیں ہونی چاہیے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ [الحجر: 99]

”اپنے رب کی بندگی کیجیے، یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔“

یعنی موت آنے تک ہماری یہ ڈیوٹی لگی ہوئی ہے کہ ہم اپنے پروردگار کی بندگی بجا لاتے رہیں۔ پھر بعد از رمضان ہماری ایمانی حالت کا یکسر تبدیل ہو جانا کیوں؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے وفائی ہوئی۔ کیا ہم نے صرف ایک ماہ کے لیے ہی نمازیں پڑھنا تھیں؟ کیا صرف ایک ماہ ہی صدقہ و خیرات کرنا تھا؟ کیا صرف ایک ماہ میں ہی نوافل کے اہتمام کی زحمت کرنا تھی؟ کیا پڑوسیوں، رشتے داروں اور مسلمان بھائیوں کے ساتھ ہمدردی و غم گساری کا حکم ایک ماہ کے لیے ہی آیا ہے؟ کیا ہم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ماہ تک ہی تعلق جوڑے رکھنا تھا؟ یقیناً ہماری حالت تو اس آیت کے مصداق لگتی نظر آتی ہے کہ:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ [الزمر: 67]

”انہوں نے اللہ کی قدر ہی نہ کی جس طرح قدر کرنے کا حق تھا۔“

ہماری زندگی ایسی ہو جانی چاہیے کہ ہمارا ہر ماہ؛ ماہِ رمضان بن جائے تاکہ ہماری

موت کے فوراً ہی بعد ہمیں رب تعالیٰ کی طرف سے خوشیوں بھری عید کا سماں دیکھنا نصیب ہو جائے، کیونکہ حقیقی اور اصل زندگی تو وہی ہے۔ اسی کو سنوارنا اصل مقصد ہے اور اسی کو بہتر بنانے کے لیے مومن اس دنیا میں آتا ہے۔ یہ دنیا تو بس ایک گزرگاہ ہے، ایک سفر اور ایک راستہ ہے، جہاں سے گزر کر ہم نے اپنے اصل مقام مقصود تک پہنچنا ہے۔ لہذا کوئی بھی باشعور اور عقل مند شخص سفر میں ہی ڈیرہ ڈال کر نہیں بیٹھ جاتا اور اسی کو ہی اپنا مقام مقصود نہیں سمجھ لیتا بلکہ وہ تو کوشش کرتا ہے کہ بس جلد از جلد اس کا یہ سفر ختم ہو جائے اور وہ اپنی اصل منزل پر پہنچ جائے۔



خطبہ رائٹر	خطبہ حاصل کرنے کے لیے	تاثرات اور مشورہ کے لیے
حافظ فیض اللہ ناصر	03014843312	حافظ شفیق الرحمن زاہد (مدیر)
03214697056	03424449009	03015989211